عبدالعزیز ساحر

ایک قدیم قلمی بیاض کا تعارفی مطالعہ

سلطانپور ۔۔۔(1) حسن ابدال کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو پچھلی دو تین صدیوں سے علم و ادب کا مرکز چلا آ رہا ہے۔ یہاں کی خانقاہ اور دینی مدرسے میں عربی اور فارسی کے بیسیوں قلمی نسخے محفوظ ہیں۔ جن میں سے چند ایک اپنی ندرت اور کمیابی کی بنا پر بہت اہمیت اور افادیت کے حامل ہیں۔ ڈاکٹر اختر راہی نے ایک مضمون کی صورت میں اس کتب خانے کے مخطوطات کا ایک تعارفی جائزہ ترتیب دیا تھا، جو ۱۹۷۵ء میں ''فکر و نظر'' (اسلام آباد) کے ایک شمارے میں اشاعت پذیر ہوا۔ لیکن اس مضمون میں پیش نظر بیاض کا ذکر نہیں، یا تو یہ بیاض اس دور میں کتب خانے کی زینت نہیں تھی یا پھر یہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی نگہٗ انتخاب سے محروم رہی۔ کوئی ایک دہائی، پیشتر یہ بیاض مجھے اٹک کے معروف عالم اور محقق چودھری غلام محمد المعروف بہ نذر صابری کے ہاں باصرہ نواز ہوئی۔ اس کی ضخامت تین سو سات (۳۰۷) صفحات کو محیط ہے۔ اس کا مرتب اور جامع کوئی نہایت ہی عالم و فاضل شخص رہا ہے، جس نے اس بیاض کے اکثر و بیشتر صفحات پر اپنے مطالعاتی افادات بھی رقم کیے ہیں۔ مگر کہیں پر بھی اس نے اپنا نشان نہیں دیا۔ وہ جہاں بھی اپنے حسنِ مطالعہ کی عکس گری کرتا ہے، خاتمے پر اسمٰعیل لکھ دیتا ہے۔ لیکن محض اسمٰعیل سے تو اس تک رسائی ممکن نہیں۔ وہ کون ہے اور کس علاقے کا رہنے والا ہے معلوم نہیں ۔۔۔۔ لیکن بیاض میں یہاں وہاں اس کی حاشیہ آرائی اس کے صاحب مطالعہ ہونے کی خبر دیتی ہے۔ اس مجموعے کے علمی اور فکری موضوعات و مندرجات اس کے ذوق مطالعہ کے منفرد اور متنوع رویوں کے غماز ہیں۔ قرآن و حدیث اور فقہ و تصوف کے ساتھ ساتھ اسے شعر و ادب، اوراد و ظائف اور نجوم و رمل سے بھی دلچسپی رہی ہے۔ وہ فن کتابت کے رموز سے بھی آگاہ ہے۔ اس کا خط شکستہ ہونے کے باوجود پختہ اور خوب صورت ہے۔ بیاض ظاہری تزئین و آرائش اور گل بوٹوں سے تو محروم ہے، مگر حسن کتابت نے اس کی جمالیاتی اپیل کو کم نہیں ہونے دیا۔ بیس پچیس صفحات کو چھوڑ کر بیاض کا بقیہ تمام تر حصہ اس کے حسن قلم کا آئینہ دار ہے۔ بیاض کی ترتیب و تہذیب میں جو کاغذ استعمال

کیا گیا ہے وہ حد درجہ مضبوط اور قیمتی ہے۔ بیاض میں عربی اور فارسی کے بیس کے قریب مکمل رسائل بھی موجود ہیں۔ جبکہ اس مجموعے کا بقیہ حصہ بعض نادر و نایاب کتب و رسائل کے اقتباسات اور ملخصات پر مبنی ہے۔ اقتباسات من وعن نقل کیے گئے ہیں اور خاتمے پر بارہ (۱۲) کا عدد لکھ کر مصنف یا پھر کتاب کا نام دیا گیا ہے۔ کسی کتاب یا رسالے کا نام اگر دو یا تین الفاظ پر مشتمل ہے، تو ایک آدھ بار مکمل نام لکھ کر بقیہ مقامات پر کتاب یا رسالے کے نام کا پہلا جز بطور حوالہ لکھا گیا ہے۔ بیاض میں موجود دو رسالوں کے ترقیمے میں کاتبوں نے سنۂ تحریر، رسالے کا نام اور اپنے ناموں سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔ یہ دونوں نسخے فارسی نظم میں ہیں۔ پہلا رسالہ ''تصوف'' کے عنوان سے عبداللہ نامی کاتب نے ۱۲۱۹ھ میں کتابت کیا ہے، جب کہ ۱۲۱۵ھ میں لکھے گئے دوسرے نسخے کا نام ''تحفہ فرائض'' ہے۔ یہ نسخہ ہارون نام کے کاتب کے حسنِ کتابت کا عکاس ہے۔ یوں اگر مرتب بیاض کو ان کاتبوں کا معاصر بھی متصور کیا جائے، تو بیاض کی تحریر و ترتیب کا زمانہ بھی کوئی دو سو سال اُدھر کا معلوم ہوتا ہے۔ بظاہر تو ہمارے پاس شاید ایسے دلائل نہ ہوں، جو کہ مرتب کے زمانی تعین میں معاون ہوسکیں، لیکن بعض ایسے داخلی شواہد ضرور موجود ہیں۔ جو جامع البیاض کا عہد متعین کرنے میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ خاص طور پر کاغذ اور سیاہی کی اقسام سے لے کر اندازِ کتابت اور املا کے آثار و قرائن تک، جو پچھلی تین چار صدیوں سے برصغیر میں رائج رہے ہیں۔ قرآن و حدیث کے علاوہ عربی اور فارسی کی جن کتب و رسائل کے اقتباسات اور ملخصات شامل بیاض ہیں، ان کے نام یہ ہیں:

شرح ریاض الصالحین، جامع القوانین، کشکول، جامع الرموز، کیمیائے سعادت، احیائے العلوم، عوارف المعارف، مفاتیح الجنان، جامع الصفیہ، تذکرۃ الاولیاء مائۃ الفوائد، فواد الفوائد، فتوح الاوراد، فتاویٰ سراجیہ، شرح گلستان (نور اللہ)، شرح شرعۃ الاسلام، مثنوی معنوی، شفاء الامراض، حزب اعظم، شرح عبدالحق برمشکوٰۃ، رشحات، شرح ہدایۃ حکمۃ، مفتاح الحصن الحصین، شرح کنزالاقائق، درالمختار، نفحات الانس، محیط سرخسی، فتوحات مکیہ، فصوص الحکم، تحفۃ الفقہ، شرح حزب البحر، کتاب الادب، کتاب الاوراد، اسرار الفاتحہ، کتاب البرکتہ، اسعاف الابرار، مرج البحرین، درمکنون، رقعات منیری، مکاتیب سرہندی، فقہ اکبر، فتاویٰ ابن حجر، بیاض مخدوم محمد صادق، تفسیر مدارک، ظواہر الاخبار، ہدایہ، کشف اللغات، ارشاد الطالبین، معارف الانوار، اصول الصفاء، خلاصۃ الحقائق، زاد الطالبین، شرح تاج محمود، جامع الفتاویٰ، معارف الازہار شرح مشارق الانوار، امداد الفاتح، فرائض الاسلام، فتح التقدیر، شرح

Scanned by CamScanner

مواقف، کنزالعمال، فضائل القرآن، فیض القدیر، شرح جامع الصغیر، کتاب الصلوٰۃ، مشارق الانوار، شرح طریقہ محمد یہ، تبیان الصواب، شرح وقایہ، صحائف المعرفۃ، غایۃ المطلوب، مرقات، لطائف الطرائف، شرح دعائے سریانی، خلاصۃ الاخبار، رسالہ احمد غزالی، شرح العقائد، بیاض محمد ہاشم، حیات طیبہ، بیاض ہاشمی، تصانیف حاجی ابوالحسن، الرکافاۃ الموزنۃ والکائنۃ، تصوف (میاں محمود)، تحفہ فرائض، مثنوی رحمت اللہ، فرائد الکنز، تحریم التبناک الدخان (شیخ محمد حیات المدنی) وغیرہ

مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ، بعض مقامات پر اقتباسات کے بعد بطور حوالہ مصنفین کے نام دیے گئے ہیں، ان میں سے وہ نام، جو تسلسل اور تواتر کے ساتھ مذکور ہوئے ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے۔

قاضی محمود، عبدالرحیم، عبدالواحد سیوستانی، عبدالحق، محمد ہاشم، محمد حامد، محمد قائم، سرخسی، مرادعلی قاری، امام غزالی وغیرہ

مذکورہ بالا کتابوں میں سے بعض اب ناپید ہیں۔ غنیمت ہے کہ اس بیاض کے توسط سے ان کے نام اور اقتباسات (اور ملخصات) معدوم ہونے سے بچ گئے۔

بیاض میں مندرج مولانا روم کے دو اشعار کو چھوڑ کر فارسی کا بقیہ تمام تر کلام کسی بھی معروف شاعر کے حسن تخیل کا نتیجہ نہیں۔ مثنوی اور رباعی کی ذیل میں جو کلام محفوظ ہے، وہ کسی علاقائی شاعر کی رعنائی خیال کا ثمر معلوم ہوتا ہے، مگر وہ تخلیق کار ہے کون؟ ------ بیاض میں مرقومہ کلام میں کوئی بھی ایسا داخلی قرینہ موجود نہیں، جو صاحب کلام تک رسائی کو ممکن بنا سکے۔ البتہ ایک مثنوی میں محمود تخلص آیا ہے اور ترقیمے میں شاعر کا نام میاں محمود درج ہے، لیکن فارسی ادبیات کے تذکرے میاں محمود کے احوال و آثار کے ضمن میں بالکل خاموش ہیں۔ اس مثنوی اور بیاض میں موجود دیگر فارسی کلام کے مابین اتنا فکری اور فنی بُعد ہے کہ بقیہ کلام کو میاں محمود کے کھاتے میں نہیں ڈالا جاسکتا۔ مثنویٔ مذکور کو چھوڑ کر باقی فارسی کلام میں ایک فکری وحدت اور موضوعاتی یک رنگی موجود ہے۔ فنی اعتبار سے بھی کلام نہایت پختہ اور توانا ہے۔ مثنویوں اور رباعیات کے مندرجات وحدۃ الوجود کے تجرباتی رنگ میں گندھے ہوئے ہیں۔ فکری و فنی اعتبار یگانگت کے حوالے سے اگر اس سارے کلام کو کسی ایک شاعر سے منسوب کیا جائے تو کم از کم ایسے داخلی قرینے دستیاب ہوسکتے ہیں جو اسے کسی ایک ہی شاعر کے حسنِ خیال کا ثمر و آہنگ گردانے میں ممد ومعاون ہوں۔

نثری سرمائے میں اہم ترین چیز مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ایک فارسی تحریر ہے۔ جس میں شیخ اکبرمی

الدین ابن عربی کی بعض مشکل اور ادق عبارات کی تفہیم و تعبیر نہایت ہی سادہ مگر خوب صورت انداز میں رقم کی گئی ہے۔ اس بیاض میں قدیم اردو کی تین (3) منظومات بھی شامل ہیں:

۱۔ حسام لاہوری کی غزل ۲۔ رحمت اللہ کی مثنوی ۳۔ کسی نامعلوم شاعر کا ترکیب بند

اول الذکر دونوں منظومات کے تعارف پر مشتمل، راقم کے مضامین "تحقیق نامہ" مجلہ شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج، لاہور کے پہلے (1992ء) اور دوسرے (1993ء) کے شمارے میں چھپ چکے ہیں۔ تیسرے فن پارے کا تعارف ارشد محمود ناشاد نے کرایا ہے، جو ماہ نامہ "قومی زبان" کراچی کے شمارہ بابت ستمبر 1997ء میں شائع ہوا۔ حسام لاہوری اور رحمت اللہ کے نام تو اردو ادب کی تمام اہم تر تاریخوں میں آتے ہیں۔ لیکن ان کے احوال و آثار پر گمنامی کے پردے پڑے تھے۔ اس بیاض کے حوالے سے "تحقیق نامہ" میں پہلی بار ان کے احوال اور تخلیقی آثار روشناس خلق ہوئے۔ اس رسالے کا ایک اقتباس بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

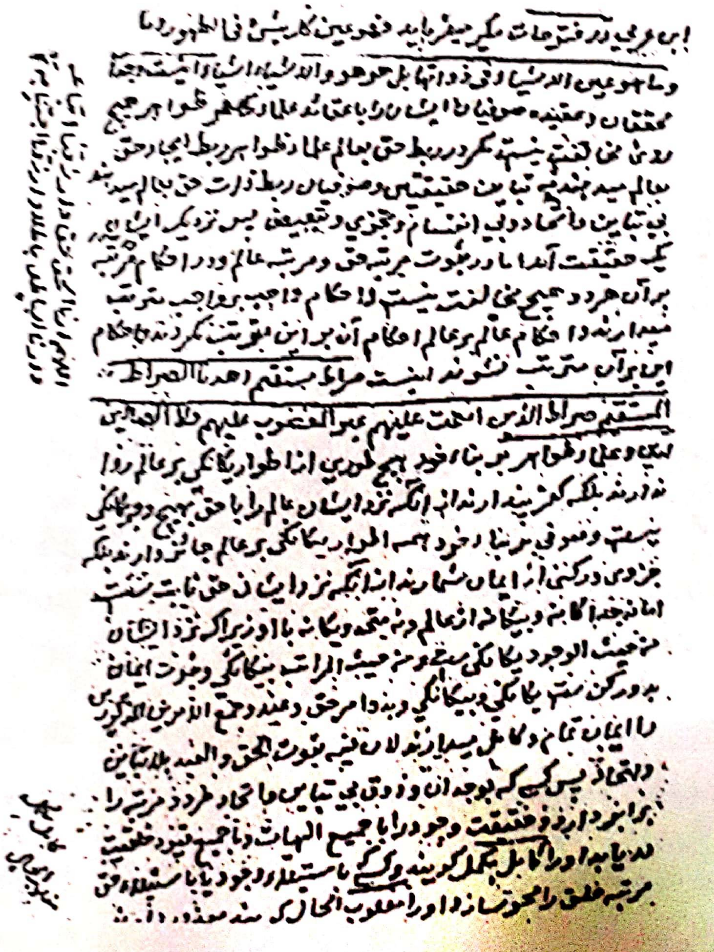
ابن عربی در فتوحات مکیہ میفرماید فهو عین کل شیء فی الظهور وما
هو عین الاشیاء فی ذواتها بل هو هو والاشیاء اشیاء [illegible]
[illegible]
اهدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین
[illegible]

نبود و آن علم صحیح را داده هم از چیزی ازین نصیب خالی نبود و ازین
خلوط تماری نباشد هر که این علم و عقیدهٔ صوفی را یاد دارد و هر مسئله
این رساله را بتحقیق بداند و از زلت صوفیان و از زندقهٔ زندیقان
و از الحاد ملحدان و از اباحت مباحیان نجات یابد و بدرجهٔ
صدیقان رسند والله اعلم بالصواب و صوفیان آن حقیقت را
که حقیقت وجود است من حیث هو هو مرتبهٔ لا تعین و ذات بحت
خوانند اما نه بآن معنی که مفهوم سلبی تعین و بحتیت آنجا ثابت
باشد و نیز این مرتبه را مرتبهٔ احدیت و مرتبهٔ غیب و هویت و
مرتبهٔ لاهوت خوانند و هیچ اسامی که ورای وجود نماینده دیگر
دهند روا ندارند و چون آن حقیقت را بعلم مطلق و علم اجمالی که
یافت خود است مر خود را بذات خود و یافت خود با جمیع شیونات
است الهی و کونی بی امتیاز یکی از دیگری ملاحظه نمایند وحدت
گویند و حقیقت محمدی خوانند و تجلی اول و تعین اول و تنزل
اول نامند و چون آن حقیقت را بعلم مفصل که یافت خود است با جمیع شیونات
و اسماء الهی و کونی مفصلا با امتیاز یکی از دیگری ملاحظه نمایند
واحدیت گویند و الهیت و حقیقت انسانی خوانند و دانش خود که
درین مرتبه است مر اکوان را تعین علمی و اعیان ثابته گویند و این
همه وجدان و شهود و علم و شعور او دل او را در بستر طریق تجرد است
و جمیع مراتب مذکوره با تقدیم بعضی از بعض و تقدیم و تاخیر یکی بدیگری رتبی
دانند و چون آن حقیقت متلبس شد بعالم نورانی او را عالم ارواح
خوانند و عالم ملکوت و عالم مثال خوانند و چون آن حقیقت متلبس شود
بعالم جسمانی عالم شهادت گویند و چون آن حقیقت متلبس شود و
متعین باشد بجمیع مراتب مذکوره جسمانی و نورانی و احدیت و وحدت
انسان گویند و چون آن حقیقت بعد ازین تعین در انسان منبسط گردد
و منتشر شود بجمیع مراتب مذکوره و جمیع مراتب مذکوره در وی ظاهر
آید یعنی با انبساط خود و او را کانه جو گردانید انسان کامل گویند و آن
انبساط و اتساع بکمال و اکمل مرتبه در صورت محمد نبی صلی الله علیه و سلم
دارند و ختم نبوت بر وی هم ازین وجه شمارند و از عبارت سابقه
...